فواد چوہدری: پاکستان کا کیری پیکر

تحریر: سہیل احمد لون

کرکٹ کے عالمی کپ کا میلہ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ہوم آف کرکٹ انگلینڈ میں جاری ہے۔ گوروں نے اس کھیل کو چار صدیاں قبل ایجاد کیا تھا، دنیا میں گوروں کی حکومت قائم رہنے کے باوجود کرکٹ ایسے مقبول نہ ہوسکی جیسے فٹ بال ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ امریکہ نے برطانوی تسلط سے آزاد ہونے کے بعد کرکٹ کو لفٹ نہیں کروائی بلکہ فٹ بال، باسکٹ بال اور رگبی وغیرہ پر زور دیا۔ جس کا بالواسطہ مقصد اپنی خودمختاری ثابت کرنا بھی تھا اسی طرح برطانوی پارلیمانی نظام کی بجائے انہوں نے صدارتی جمہوری نظام کو اپنایا۔ بین الاقوامی میڈیا پر امریکی تسلط ہونے کی وجہ سے بھی کرکٹ محدود پیمانے پر براڈ کاسٹ کی گئی۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑی وجہ گورے خود ہیں، کرکٹ کے معاملے میں گورے بہت انتہا پسند تھے۔ ابتدائی دور میں کرکٹ کو سب سے پہلے چرچ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، اس وقت کے پادری یہ خیال کرتے تھے کہ اتوار کے روز کرکٹ کھیلنے کی وجہ سے لوگ چرچ کی بجائے کھیل کے میدانوں کا رخ کرتے ہیں، اسی بنا پر چند کھلاڑیوں کو اتوار کے روز کرکٹ کھیلنے کی وجہ سے عدالت سے سزا بھی ہوئی۔ کرکٹ جمود کا شکار اس لیے بھی رہی کہ گورے اس میں جدت لانا توہین سمجھتے تھے۔ ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ کے متعارف ہونے کے بعد پہلا عالمی کپ 1975ء میں انگلینڈ میں کھیلا گیا جو ویسٹ انڈیز نے جیتا۔ پہلے عالمی کپ میں کرکٹ کا روایتی لباس سفید پینٹ شرٹ زیب تن کی گئی تھی اور سرخ گیند کے ساتھ ساٹھ ساٹھ اوورز کا میچ تھا جبکہ ایک اوور میں آٹھ گیندیں کروائی گئیں۔ کرکٹ یونیفارم پر کسی قسم کا اشتہاری کمپنی کا لوگو استعمال کرنا منع تھا۔ عالمی کپ کو کرکٹ کے شائقین نے بہت پسند کیا تو اس کے بعد آسٹریلیا کے بزنس مین اور میڈیا ٹائیکون کیری پیکر نے 1977ء میں ورلڈ سیریز کرکٹ کا آغاز اپنے ذاتی چینل 9 نیٹ ورک پر براڈ کاسٹ کرکے کیا۔ اس دور کے مشہور کھلاڑیوں کو بھاری معاوضے کی پیشکش کرکے ٹورنامنٹ کھیلنے کے لیے بلایا گیا جس میں انگلینڈ ٹیم کے کپتان ٹونی گریگ، ویسٹ انڈیز کے ویوین رچرڈز، کولن کرافٹ، کلارک، نیوزی لینڈ کے رچرڈ ہیڈلی، پاکستان کے مشتاق محمد، آصف اقبال، عمران خان، ماجد خان، وسیم باری وغیرہ سمیت جنوبی افریقہ کے کافی کھلاڑی شامل تھے۔ اس وقت کی اسٹیبلشمنٹ نے کیری پیکر کے ورلڈ کرکٹ سیریز کی بھرپور مخالفت کی۔ جن کھلاڑیوں نے کیری پیکر کے ساتھ معاہدہ کیا تھا ان کو پاکستان کرکٹ بورڈ سے کچھ دیر پابندی کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جب ٹیم ''باغی'' سپر سٹارز کے بغیر کھیل کر انگلینڈ سے ہاری تو صدر جنرل ضیاع الحق کیساتھ کیری پیکر کھیلنے والے پاکستانی کھلاڑیوں کی میٹنگ کروائی گئی جس میں جنرل ضیاع الحق نے کہا تھا "What Packer is doing, is prostituting cricket" اسی طرح کا موقف دیگر کرکٹ بورڈز کا تھا۔ مگر وقت نے یہ ثابت کیا کہ کیری پیکر کو سوچ اور اقدام کرکٹ، کھلاڑیوں اور شائقین کے لیے بہت سود مند تھی۔ کیری پیکر سے شدید اختلاف کرنے کے بعد آسٹریلیا نے بینسن اینڈ ہیجز کپ کا آغاز کیا جس میں کیری پیکر کے متعارف کروائے ہوئے سٹائل اپنائے گئے۔ جن میں کھلاڑیوں کے رنگین یونیفارم، سفید گیند، گراؤنڈ میں بہتر کوریج کے لیے دو سے زائد کیمروں کا استعمال، وردی پر کھلاڑیوں کے نام اور نمبر، ڈے نائٹ میچز کے لیے فلڈ لائٹس

کا استعمال، وغیرہ شامل تھا۔ جب یہ کام کیری پیکر نے کیا تو کرکٹ اسٹیبلشمنٹ نے اسے نان سیریس کھیل، کھلاڑیوں کو سرکس کے جوکر وغیرہ تک کہا۔ جن کھلاڑیوں نے بھاری معاوضے کے ساتھ کیری پیکر سے معاہدے کیے انکو ملک و کرکٹ سے غداری کرنے والا کہا گیا۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ کیری پیکر اس وقت درست سمت میں تھا مگر کچھ لوگ اس کی کامیابی کو اپنی ناکامی تصور کر کے اس پر "فتوے" لگاتے رہے۔ بالآخر 1992ء میں آئی سی سی نے کرکٹ کا عالمی کپ بھی کیری پیکر سٹائل سے ہی کروایا اور اسکے بعد ون ڈے کرکٹ باقاعدہ اسی طرز سے ہونا شروع ہوگئی۔ کھیل کو مزید تیزی اور دلچسپی کا عنصر لانے کے لیے T20 کا آغاز بھی ہوگیا اور اب T10 کی طرف بھی بڑھا جا رہا ہے تاکہ کرکٹ کو اولمپکس میں بھی شامل کیا جا سکے۔ کیری پیکر نے بتائے ہوئے فارمولے پر آج IPL, PSL, Big Bash اور BCL وغیرہ کامیابی سے کھیلی جا رہی ہیں اور کھلاڑی خوب مال بنا رہے ہیں مگر ان کو اب کوئی ملک سے غداری کا فتویٰ نہیں دیتا۔ کرکٹ رنگین ہوگئی ہے مگر اسے کوئی سرکس نہیں کہتا، کیری پیکر کرکٹ بزنس بھی تصور کرتا تھا جبکہ اسٹیبلشمنٹ کے نزدیک کرکٹ صرف ایک کھیل تھی، کیری پیکر کے خیال میں کرکٹ انٹرٹیمنٹ کی ایک قسم تھی جبکہ اسٹیبلشمنٹ اسے زندگی کا ایک طریق کہتی تھی۔ آج کرکٹ کی رونقیں اور رنگینیاں کیری پیکر کی بدولت ہیں مگر شاید آج بھی کرکٹ کی اسٹیبلشمنٹ اسے کریڈٹ دینا پسند نہ کرے۔ یہ شاید دنیا کا وطیرہ ہے کہ کوئی نئی سوچ یا طریق جب کوئی متعارف کروانا چاہتا ہے تو کچھ لوگ اسے اپنی دوکانداری کے لیے خطرہ محسوس کر کے اس پر "فتوے" لگانا شروع کر دیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں وفاقی وزیر فواد چوہدری نے چاند دیکھنے کے لیے روایت ہلال کمیٹی کی بجائے سائنسی طریقے سے چاند کی عمر معلوم کرنے کا تصور پیش کیا جو کہ آج کے جدید دور میں ممکن ہے۔ مگر فواد چوہدری کو بھی ویسے ہی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جیسے کبھی کیری پیکر کو کرنا پڑا تھا۔ ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں شمسی کیلنڈر کی طرح قمری کیلنڈر بھی بنانا ممکنات میں ہے۔ جس سے استفادہ کر کے کم از کم رمضان اور شوال کا چاند دیکھنے کا رولا تو ختم ہو سکتا ہے مگر اس سے کچھ لوگوں کا روزگار متاثر ہوتا نظر آتا جس کی وجہ سے وہ سائنس کو جوتے کی نوک پر لکھنے کا بیان دیتے ہیں۔ اگر تاریخ دیکھی جائے تو ایسے لوگ پہلے تصویر بنانے کو گناہ تصور کرتے تھے، اس کے بعد دیکھا گیا کہ تصویر والے نوٹ جیب میں رکھنے اور اپنی تشہیر کے لیے تصویر بنانے کو تبلیغ کا حصہ سمجھنا شروع ہو گئے، ٹی وی کو شیطانی ڈبہ کہا گیا مگر بعد میں اسی ٹی وی پر بیٹھ کر روٹی روزی کماتے نظر آئے، لاؤڈ سپیکر کو بھی مکروہ چیز کہہ کر اس کا مساجد اور دینی درسگاہوں میں داخلہ روکنے کا شوشا چھوڑا گیا پھر لاؤڈ سپیکر اور مائک سے محبوبہ والا رشتہ بنا لیا گیا۔ قائداعظم کے مخالفین میں بھی ان ملاں حضرات کی تعداد کافی زیادہ تھی اسی مخالفت میں انہیں کافر اعظم تک کہہ ڈالا مگر جب پاکستان بن گیا تو دو قومی نظریے اور پاکستان کے ٹھیکدار بن گئے۔ تعجب ہوتا ہے جو سائنس کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں مگر چاند دیکھنے کے لیے عینک اور دوربین کا استعمال کرتے ہیں۔ بندہ ان سے پوچھے کہ پانچ اذانیں دینے کے لیے وقت کا تعین کن بنیادوں پر کیا جاتا ہے؟ کیا وہ سائنسی طریقہ نہیں؟ گاڑیوں اور جہازوں کا استعمال کرتے ہوئے یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ ان سائنسی ایجادات کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں اور گدھے اور اونٹ پر ہی سفر کریں گے۔ موبائل اور انٹرنیٹ کو بھی جوتے کی نوک پر رکھیں مگر اس کے لیے بھی جوتا وہ ڈھونڈیں جو کسی مشین سے نہ بنا ہو۔ قمری کیلنڈر کو جب اب جنتری کہہ کر مذاق اڑا رہے ہیں آنے والے وقت میں

اس ”جنتری“ کو دیکھ کر ریاست رمضان اور عید کا اعلان کرے گی اس وقت فواد چوہدری کو بھی لوگ پاکستان کا کیری پیکر کہہ کر یاد کریں گے ۔مگر تب تک ہمیں ایک چاند اور دو عیدیں منانا ہونگی کہ یہی صدیوں سے ہوتا چلا آ رہا ہے اور شاید ابھی کچھ سال اور ہوگا لیکن برادرام خواجہ جمشید کا کہنا ہے کہ ”سائنس کے ہر نظریے کی فتح سائنس کے کسی نہ کسی باطل تصور کی بدترین شکست ہے لیکن ابھی صبر کریں کہ اس قوم کو اپنے اہل عقل کا مذاق اڑانے اور ان کی تذلیل کرنے میں مزا آتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

10-06-2019